© rasailojaraid.com

فکر و نظر

عبادت اور استعانت

کی قرآنی اصطلاحات

صحیح مفہوم اور تقاضے

تحریر: پروفیسر عاصم نعیم ☆

قرآن مجید بنی نوعِ انسان کے لیے آخری ہدایت نامہ ہے جو انسانوں کی راہنمائی اور ان کی حقیقی فلاح و کامرانی کے لیے خاتم النبیین حضرت محمد ﷺ کے قلبِ منیر پر پروردگارِ عالم نے نازل فرمایا ہے۔ یہ کتاب علم و معرفت کا وہ آفتابِ عالم تاب ہے جس میں زندگی کی حرارت اور ہدایت کا نور دونوں یکجا ہیں۔ یہ کتاب شریعتِ اسلامیہ کا ماخذ‘ اسلامی تعلیمات کی اساس اور دینِ حنیف کا سرچشمہ ہے۔ یہی کتاب اُمتِ مسلمہ کے عروج و زوال کا سبب اور دنیا و آخرت میں ان کی فلاح کا معیار ہے۔ اس کی تعلیمات دنیا و عقبیٰ‘ دونوں میں کامیابی کی ضمانت ہیں۔ اس کتاب سے کما حقہٗ استفادہ کے لیے سنت خیر الانام ﷺ اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اور اسلاف سے ثابت شدہ تشریحات و توضیحات راہنما کا کام دیتی ہیں۔

’’عبادت‘‘ اور ’’استعانت‘‘ قرآن مجید کی اہم اصطلاحات ہیں۔ بعض دینی حلقوں کی طرف سے ان اصطلاحات کا بیان کردہ مخصوص مفہوم اور تعبیرات عقائد و افکار کی متعدد خرابیوں کا موجب ہیں۔ مزید برآں دینی احکام و اوامر پر عمل میں سہل انگاری اور بدعات کا فروغ بھی اسی کا نتیجہ ہے‘ اس لیے کہ عقائد و افکار کے فساد کا اثر براہِ راست اعمال پر ہوتا ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ قرآن و سنت کی نصوص اور اسلاف کی تعلیمات و ارشادات کی روشنی میں عبادت اور استعانت کا صحیح مفہوم اور تقاضے بیان کیے جائیں‘ تاکہ صحیح افکار و عقائد کی روشنی میں دینِ متین پر عمل کیا جائے اور اس کے ثمرات سے حظِ وافر لیا جائے۔

☆ شعبہ علوم اسلامیہ‘ یونیورسٹی آف سرگودھا

© rasailojaraid.com

''عبادت'' اور ''استعانت'' کا مفہوم

قرآن مجید کی افتتاحی سورۃ' سورۃ الفاتحہ میں عبادت اور استعانت کے سلسلے میں واضح تعلیم دی گئی ہے کہ: ﴿اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ﴾ جس کا معنی مفسر قرآن حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ بیان فرمایا ہے کہ ''ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں' تیرے سوا کسی سے نہیں مانگتے''۔(۱)

علامہ ابن کثیر اور بعض اسلاف سے منقول ہے کہ:

''الفاتحة سرّ القرآن وسرّها هذه الكلمة :اياك نعبد واياك نستعين'' (۲)

''سورۃ الفاتحہ تمام قرآن کا مغز ہے اور الفاتحہ کا مغز ''اياك نعبد واياك نستعين'' ہے''۔

معروف عربی لغت ''المنجد'' میں عِبادةً وعُبُودیةً وَعُبُودةً ومَعْبَدًا ومَعْبدةً کا معنی ''اللہ کو ایک جاننا' عبادت کرنا' خدمت کرنا' ذلیل ہونا' فرماں بردار ہونا' خشوع وخضوع کرنا' غلام بننا'' لکھا ہے۔(۳)

مفسرین نے اس کا معنی یہ بیان کیا ہے: ''کسی کی انتہائی تعظیم ومحبت کی وجہ سے اس کے سامنے اپنی انتہائی عاجزی اور فرمانبرداری کا اظہار کرنا''۔(۴)

اس طرح عبادت کے مفہوم میں دو چیزیں داخل ہیں :ایک انتہائی عاجزی اور ذلت' دوسرا غایتِ تعظیم۔ تاہم یہ دونوں چیزیں اس اعتقاد وشعور کے ساتھ کی جائیں کہ عبادت کے لائق ہستی کو غائبانہ تصرف اور قدرت حاصل ہے جس سے وہ نفع ونقصان پر قادر ہے' کیونکہ معبود صرف وہی ہوسکتا ہے جس میں دو صفتیں موجود ہوں:

(۱) وہ عالم الغیب ہو' کائنات کا ذرہ ذرہ اُس پر منکشف ہو' زمین وآسمان کی ساری مخلوق کے ظاہر و باطن' سرّ وعلانیہ کو وہ اچھی طرح جانتا ہو۔

(۲) وہ مالک ومختار' متصرف فی الامور اور اقتدارِ اعلیٰ کا مالک ہو۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے جہاں کہیں اپنے لیے استحقاقِ عبادت و دُعا کا ذکر فرمایا ہے وہاں اپنی انہی دو صفتوں کو اس کی علت قرار دیا ہے' اور جہاں کہیں غیر اللہ سے عبادت وپکار کی نفی کی ہے وہاں غیر سے ان دونوں صفتوں کی نفی فرمائی ہے۔ چنانچہ ایک جگہ ارشاد ہے:

﴿وَرَبُّكَ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ وَيَخْتَارُ ؕ مَا كَانَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ ؕ سُبْحٰنَ اللّٰهِ

© rasailojaraid.com

وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۶۸﴾ وَرَبُّكَ يَعْلَمُ مَا تُكِنُّ صُدُوْرُهُمْ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ﴿۶۹﴾ وَهُوَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۭ لَهُ الْحَمْدُ فِي الْاُوْلٰى وَالْاٰخِرَةِ ۡ وَلَهُ الْحُكْمُ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۷۰﴾﴾ (القصص)

''اور تیرا ربّ جو کچھ چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور (وہ خود ہی اپنے کام کے لیے جسے چاہتا ہے) منتخب کر لیتا ہے۔ یہ انتخاب اِن لوگوں کے کرنے کا کام نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ اُن کے شرک سے پاک اور برتر ہے۔ تیرا ربّ جانتا ہے جو اُن کے دلوں میں پوشیدہ ہے اور جو کچھ وہ ظاہر کرتے ہیں۔ وہی اللہ ہے' اس کے سوا کوئی معبود بننے کے لائق نہیں۔ دُنیا و آخرت میں تمام صفاتِ کارسازی کا مستحق وہی ہے' اسی کی حکومت ہے اور اسی کی طرف تم لوٹائے جانے والے ہو''۔

دوسری جگہ ارشاد فرمایا:

﴿وَلِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاِلَيْهِ يُرْجَعُ الْاَمْرُ كُلُّهٗ فَاعْبُدْهُ وَتَوَكَّلْ عَلَيْهِ ۭ وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۲۳﴾﴾ (ھود)

''آسمانوں اور زمین میں جتنی بھی غیب کی باتیں ہیں ان سب کا علم صرف اللہ کو ہے' اور سب اموراسی کی طرف رجوع کیے جاتے ہیں' پس تم اسی کی عبادت کرو اور اسی پر بھروسہ رکھو۔ تمہارا ربّ ان باتوں سے بے خبر نہیں جو تم کرتے ہو''۔

ان کے علاوہ آیۃ الکرسی اور دوسری کئی آیتوں میں بھی یہ مضمون وضاحت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی صفات بیان کر کے یہ اعلان فرمایا ہے کہ جب عالم الغیب اور متصرف و مختار اللہ ہے تو معبود بننے اور پکارے جانے کے لائق بھی صرف اللہ ہے۔ تمام صفاتِ کارسازی اُسی کے ساتھ مخصوص ہیں' لہٰذا تم اُسی کی عبادت کرو' اُسی کے آگے جھکو اور اُسی سے مانگو جو کچھ بھی مانگو۔ چنانچہ علامہ ابن القیم الجوزیہؒ نے عبادت کی تعریف کو ایک جامع تعبیر سے بیان کیا ہے۔ فرماتے ہیں:

العبادة عبارة عن الاعتقاد والشعور بان للمعبود سلطة غيبية يقدر بها على النفع والضر فكل ثناء ودعاء وتعظيم يصاحبه هذا الاعتقاد والشعور فهي عبادة (۵)

''یعنی عبادت اس اعتقاد اور شعور کا نام ہے کہ معبود کو ایک غیبی تسلط حاصل ہے جس کی وجہ سے وہ نفع و نقصان پر قادر ہے۔ اس لیے ہر تعریف' ہر پکار اور ہر تعظیم جو اِس مذکورہ اعتقاد و شعور کے ساتھ ہو عبادت ہے''۔

© rasailojaraid.com

الغرض کسی ہستی کی تعظیم وتکریم اوراس کے سامنے عجز و نیاز اُس وقت شرک کہلائیں گے جب معبود کو مافوق الاسباب' غیبی طور پر متصرف' مختار اور عالم الغیب سمجھ کر بجالائے جائیں' جب یہ سمجھا جائے کہ فلاں کو مجھ پر ظاہری اسباب کے سوا مافوق الاسباب غیبی تسلط و اختیار حاصل ہے اور وہ غائبانہ نفع ونقصان پہنچا سکتا ہے۔ اس اعتقاد کے ساتھ کوئی بھی تعظیم چاہے ہاتھ پاؤں سے سرزد ہو یا زبان سے ثناء یا پکار ہو تو وہ اس کی عبادت ہوگی۔ اللہ تعالیٰ نے جہاں کہیں خالص عبادت کا حکم دیا ہے اور شرک سے منع فرمایا ہے وہاں یہی مراد ہے۔ سورۃ الزمر میں ارشاد ہے:

﴿فَاعْبُدِ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّيْنَ﴾

''سو آپ خالص اعتقاد کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے رہیے''۔

سورۃ الزمر میں آگے جا کر ارشاد ہوا:

﴿قُلِ اللّٰهَ اَعْبُدُ مُخْلِصًا لَّهٗ دِيْنِيْ﴾

''آپؐ فرما دیجیے کہ مجھے تو یہ حکم ہے کہ میں عبادت صرف اللہ تعالیٰ کی انجام دوں اپنے دین کو اسی کے لیے خالص کرتے ہوئے''۔

استعانت ودُعا صرف اللہ سے

مذکورہ بالا آیات کی طرح سورۃ الفاتحہ کے جملے ﴿اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ﴾ میں مفعول کو فعل پر اس لیے مقدم کیا تاکہ حصر کا فائدہ حاصل ہو۔ مطلب یہ ہے کہ جس طرح عبادت صرف اللہ ہی کی ہونی چاہیے اسی طرح استعانت (مدد طلب کرنا) بھی صرف اسی ہی سے ہونی چاہیے۔ استعانت اور دُعا چونکہ عبادت کی سب سے بڑی اور اہم شاخ ہے اس لیے عبادت کے بعد خصوصیت سے اس کا ذکر فرمایا۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((اَلدُّعَاءُ مُخُّ الْعِبَادَةِ))(٦)

''دُعا (پکار) عبادت کا مغز (اور لبِ لباب) ہے''۔

ایک اور روایت میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اَلدُّعَاءُ هُوَ الْعِبَادَةُ))(٧)

''پکارنا ہی اصل عبادت ہے''۔

قرآن مجید میں بھی لفظ عبادت بمعنی دُعا اور پکار وارد ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

© rasailojaraid.com

﴿وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَكُمْ ؕ اِنَّ الَّذِیْنَ یَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِیْ سَیَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دٰخِرِیْنَ۝﴾(المؤمن)

''اور تمہارے پروردگار نے فرمایا ہے کہ مجھ کو پکارو' میں تمہاری درخواست قبول کروں گا۔ یقیناً جو لوگ (صرف) میری عبادت سے سرتابی کرتے ہیں وہ عنقریب (مرتے ہی) ذلیل ہو کر جہنم میں داخل ہوں گے۔''

اس آیت میں پہلے اللہ تعالیٰ نے اپنی پکار کا حکم فرمایا ہے' پھر پکار کو لفظ عبادت سے تعبیر فرمایا ہے۔ جیسا کہ خود نبی کریم ﷺ نے اس آیت کی تعبیر میں فرمایا ہے کہ عِبَادَتِیْ سے مراد دُعَائِیْ ہے۔(۸)

استعانت کی دو قسمیں

دُعا و استعانت کے ذیل میں قابل توجہ امر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے مدد مانگنے اور اللہ تعالیٰ کے سوا دیگر مخلوق سے مدد لینے میں کیا فرق ہے؟

امر مذکور کو سمجھنے کے لیے اس کو دو قسموں میں بیان کیا گیا ہے۔

(۱) **استعانت ماتحت الاسباب:** اس سے مراد وہ مدد ہے جو مادی اسباب کے تحت ہر انسان دوسرے انسان سے لیتا ہے۔ اس کے بغیر اس دنیا کا نظام چل ہی نہیں سکتا۔ صنعت کار اپنی صنعت کے ذریعے ساری مخلوق کی مدد کرتا ہے۔ مزدور' معمار' بڑھئی' لوہار سب مخلوق کی مدد میں لگے ہوئے ہیں اور ہر شخص ان سے مدد لینے پر مجبور ہے۔ یہ وہ امداد ہے جو روزمرہ زندگی میں تمام انسانوں کو ایک دوسرے سے حاصل ہوتی ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے حواریوں سے جو مدد مانگی تھی وہ بھی ماتحت الاسباب تھی۔ آپؑ نے حواریوں سے فرمایا: ﴿مَنْ اَنْصَارِیْ اِلَی اللّٰهِ﴾ ''کون ہے جو اللہ کی راہ میں میرا مددگار بنے؟'' حواریوں نے جواب دیا: ﴿نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ﴾ ''ہم ہیں اللہ (کی راہ میں آپ) کے مددگار!'' یہ سارا معاملہ ماتحت الاسباب ہے۔ حواری حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس تھے' غائب نہیں تھے۔ اسی طرح رسول اللہ ﷺ (مکی دور میں) ایامِ حج میں فرماتے: ''کون ہے جو مجھے پناہ دے تاکہ میں لوگوں تک اللہ کا پیغام پہنچا سکوں' اس لیے کہ قریش مجھے فریضۂ رسالت ادا نہیں کرنے دیتے''۔ ذوالقرنین نے بھی یاجوج ماجوج کو روکنے کے لیے دیوار بناتے وقت لوگوں سے کہا تھا:

﴿فَاَعِیْنُوْنِیْ بِقُوَّةٍ﴾ (الکھف:۹۵)

''پس تم لوگ قوتِ بازو (یعنی کام سے) میری مدد کرو''۔

© rasailojaraid.com

یہ مدد بھی ظاہری اسباب کے ماتحت تھی۔

اسی طرح اسبابِ عادیہ کے تحت پکار بھی جائز ہے۔ قرآن مجید میں ہے کہ جنگ اُحد میں وقتی افراتفری کی بنا پر جب کچھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضور ﷺ سے علیحدہ ہو گئے تو آپؐ نے اُن کو واپس بلایا۔ سورۂ آل عمران میں ہے:

﴿وَالرَّسُوْلُ یَدْعُوْکُمْ فِیْٓ اُخْرٰىکُمْ﴾ (آیت ۱۵۳)

''اور رسول پیچھے سے تم کو بلا رہے تھے۔''

یہ پکار ماتحت الاسباب تھی جو معاشرتی زندگی کا ایک ناگزیر حصہ ہے۔ ایک جگہ ارشاد ہوا:

﴿لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَیْنَکُمْ کَدُعَآءِ بَعْضِکُمْ بَعْضًا﴾ (النور:۶۳)

''جس طرح تم آپس میں ایک دوسرے کو (نام سے اور بلند آواز سے) پکارتے ہو اس طرح رسولِ خدا (ﷺ) کو نہ پکارو''۔

اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ میں اس قسم کی استعانت کا حصر مقصود نہیں اور نہ ہی اس کی قرآن میں ممانعت ہے۔

(۲) استعانت ما فوق الاسباب: یہ وہ مخصوص استعانت و امداد ہے جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے اور غیر اللہ کے لیے شرک ہے۔ اس کی دو قسمیں ہیں:

ایک تو یہ کہ کوئی اللہ تعالیٰ کے سوا کسی فرشتے یا پیغمبر یا ولی یا کسی اور انسان کو اللہ تعالیٰ کی طرح قادرِ مطلق اور مختارِ مطلق سمجھ کر اُس سے دُعا مانگے' حاجت طلب کرے۔ یہ تو ایسا کھلا ہوا کفر ہے کہ عام مشرکین بُت پرست بھی اس کو کفر سمجھتے ہیں اور اپنے بُتوں' دیوتاؤں کو بالکل خدا تعالیٰ کی مثل قادرِ مطلق اور مختارِ مطلق قرار نہیں دیتے۔

دوسری قسم وہ ہے جس کو کفار اختیار کرتے ہیں' اور قرآن اور اسلام اس کو باطل اور شرک قرار دیتا ہے' وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی کسی مخلوق' فرشتے' پیغمبر' ولی یا کسی دیوتا کے متعلق یہ عقیدہ رکھنا کہ اگرچہ قادرِ مطلق اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کامل اختیارات اسی کے ہیں' لیکن اس نے اپنی قدرت و اختیار کا کچھ حصہ فلاں ہستی کو سونپ دیا ہے اور اُس دائرے میں وہ خود مختار ہے۔ یہی وہ استعانت و استمداد ہے جو مؤمن و کافر میں فرق اور اسلام و کفر میں امتیاز کرتی ہے۔

اس سلسلے میں ایک اشکال ذہنوں میں پیدا ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بہت سے فرشتوں کے ہاتھوں دُنیوی نظام کے بہت سے کام جاری کرتے ہیں یا انبیاء علیہم السلام کے

ذریعے بہت سے ایسے کام وجود میں آتے ہیں جو عام انسانوں کی قدرت سے خارج ہیں' جنہیں معجزات کہا جاتا ہے۔ اسی طرح اولیاء اللہ کے ذریعے بعض کام وجود میں آتے ہیں جنہیں کرامات کہا جاتا ہے۔ یہاں سرسری نظر والوں کو یہ مغالطہ لگ جاتا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ اِن کاموں کی قدرت و اختیار اُن کے سپرد نہ کرتا تو ان کے ہاتھ سے یہ کیسے وجود میں آتے؟ اس سے وہ ان انبیاء و اولیاء کے ایک درجے میں مختار ہونے کا عقیدہ بنا لیتے ہیں' حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ معجزات اور کرامات براہِ راست حق تعالیٰ کا فعل ہوتا ہے' صرف اس کا ظہور پیغمبر یا ولی کے ہاتھوں کیا جاتا ہے۔ پیغمبر اور ولی کو اُس کے وجود میں لانے کا کوئی اختیار نہیں ہوتا۔ قرآن مجید کی متعدد آیات اس پر شاہد ہیں۔ مثلاً آیت مبارکہ:

﴿وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى ۚ﴾ (الانفال:۱۷)

''آپؐ نے کنکریاں نہیں ماریں جب بھی ماریں' مگر اللہ تعالیٰ نے ماریں۔''

میں رسول کریم ﷺ کے اس معجزے کا ذکر ہے جس میں آپؐ نے دشمن کے لشکر کی طرف ایک مٹھی کنکریوں کی پھینکی' اور اللہ تعالیٰ کی قدرت سے وہ سارے لشکر کی آنکھوں میں جا لگیں' اس کے متعلق ارشاد فرمایا کہ یہ کنکریاں آپؐ نے نہیں پھینکی تھیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے پھینکی تھیں۔ گویا معجزہ جو کسی نبی کے واسطہ سے صادر ہوتا ہے وہ درحقیقت اللہ تعالیٰ کا فعل ہوتا ہے۔ اسی طرح حضرت نوح علیہ السلام کو جب اُن کی قوم نے کہا کہ اگر آپ سچے ہیں تو جس عذاب سے ہمیں ڈرا رہے ہیں اسے لے آیئے' تو انہوں نے فرمایا:

﴿اِنَّمَا يَاْتِيْكُمْ بِهِ اللّٰهُ اِنْ شَآءَ وَمَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ۝﴾ (ھود)

''وہ (عذاب) تو اللہ ہی لائے گا اگر چاہے گا اور تم اتنا بل بوتا نہیں رکھتے کہ اسے روک پاؤ''۔

یعنی معجزے کے طور پر آسمانی عذاب نازل کرنا میرے قبضے میں نہیں' بلکہ اللہ تعالیٰ اگر چاہے گا تو یہ عذاب آ جائے گا اور پھر تم اس سے بھاگ نہ سکو گے۔

استعانت و دُعا کے ضمن میں اسوۂ انبیاء علیہم السلام

پروردگارِ عالم نے بنی نوع انسان کی ہدایت کے لیے جہاں اپنی کتابیں اور صحائف نازل فرمائے' ساتھ ہی ایسے برگزیدہ بندے بھی مبعوث کیے جنہوں نے گم کردہ راہ انسانوں کو سیدھی راہ دکھائی' جن کے احوال قرآن میں جا بجا مذکور ہیں اور جن کا اُسوہ وعمل ہمارے لیے نمونہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ انبیاء کرام علیہم السلام اپنی زندگیوں میں ہر قسم کے وقائع و احوال میں'

© rasailojaraid

ہر قسم کی حاجات وضروریات میں اپنے ربّ کریم کی طرف رجوع کرتے۔ اس لیے کہ وہی ذات صاحب اختیار وتصرف ہے جو ہر قسم کی تکلیف کو دُور کرنے کی طاقت رکھتی ہے۔

﴿اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَیَكْشِفُ السُّوْٓءَ وَیَجْعَلُكُمْ خُلَفَآءَ الْاَرْضِ ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ قَلِیْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ﴾ (النمل)

''(اللہ تعالیٰ کے سوا) کون ہے وہ ذات جو بے قرار آدمی کی سنتا ہے جب وہ اس کو پکارتا ہے اور (اُس کی) مصیبت کو دور کر دیتا ہے اور تم کو زمین میں خلیفہ بناتا ہے؟ (یہ سن کر اب بتلاؤ کہ) کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود ہے؟ (مگر) تم لوگ کم ہی نصیحت حاصل کرتے ہو''۔

ان پاک باز ہستیوں (انبیاء ورُسل) نے اپنے متبعین کو بھی یہی درس دیا اور خود بھی اسی پر عامل رہے۔ سیدنا نوح علیہ السلام نے اللہ رب العزت کے سامنے التجا کی:

﴿اَنِّیْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ﴾ (القمر)

''(اے میرے ربّ!) میں درماندہ ہوں سو آپ (ان سے) انتقام لے لیجیے''۔

حضرت صالح علیہ السلام نے اپنی قوم کو فرمایا:

﴿قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ ؕ هُوَ اَنْشَاَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ وَاسْتَعْمَرَكُمْ فِیْهَا فَاسْتَغْفِرُوْهُ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَیْهِ ؕ اِنَّ رَبِّیْ قَرِیْبٌ مُّجِیْبٌ﴾ (ھود)

''انہوں نے فرمایا: اے میری قوم! تم اللہ کی عبادت کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔ اس نے تم کو زمین (کے مادہ) سے پیدا کیا اور اس نے تم کو اس میں آباد کیا تو تم اپنے گناہ اس سے معاف کراؤ پھر اُس کی طرف متوجہ ہو جاؤ۔ بے شک میرا ربّ قریب ہے قبول کرنے والا ہے''۔

جناب موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے فرمایا:

﴿قَالَ مُوْسٰی لِقَوْمِهِ اسْتَعِیْنُوْا بِاللّٰهِ وَاصْبِرُوْا ۚ اِنَّ الْاَرْضَ لِلّٰهِ﴾

(الاعراف:۲۲)

''موسیٰ (علیہ السلام) نے اپنی قوم سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کرو اور ثابت قدم رہو (گھبراؤ مت) یقیناً زمین اللہ تعالیٰ کی ہے......''

سیدنا حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹے سیدنا یوسف علیہ السلام کی خون آلود قمیص دیکھ کر

اپنے ربّ سے مدد طلب کی:

﴿قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ اَنْفُسُكُمْ اَمْرًا ؕ فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ ؕ وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ﴾ (یوسف)

''(یعقوبؑ نے) فرمایا: (ایسا نہیں ہے) بلکہ تم نے اپنے دل سے ایک بات بنالی ہے' سو صبر ہی کروں گا اور بخوبی صبر کروں گا (جس میں شکایت کا نام نہ ہوگا) اور جو باتیں تم بنا رہے ہو اُن میں اللہ ہی سے مدد مانگی جا سکتی ہے''۔

جناب زکریا علیہ السلام نے حصولِ اولاد کے لیے اپنے ربّ کے سامنے دستِ سوال دراز کیا:

﴿هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهٗ ۚ قَالَ رَبِّ هَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً ۚ اِنَّكَ سَمِيْعُ الدُّعَآءِ﴾ (آل عمران)

''اس موقع پر دعا کی (حضرت) زکریا (علیہ السلام) نے اپنے ربّ سے۔ عرض کیا: اے میرے ربّ! عنایت کیجیے مجھ کو خاص اپنے پاس سے کوئی اچھی اولاد' بے شک آپ دعاؤں کے بہت سننے والے ہیں۔''

انبیاء علیہم السلام اور ان کے متبعین کو جب دعوت دین کی پاداش میں سخت ترین حالات کا سامنا ہوتا تو وہ اپنے عظیم و کریم ربّ سے مدد کے طالب ہوتے۔ ارشاد ہوتا ہے:

﴿مَسَّتْهُمُ الْبَاْسَآءُ وَالضَّرَّآءُ وَزُلْزِلُوْا حَتّٰى يَقُوْلَ الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ مَتٰى نَصْرُ اللّٰهِ ؕ اَلَآ اِنَّ نَصْرَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ﴾ (البقرۃ)

''انہیں سختیاں اور مصیبتیں پہنچیں اور وہ یہاں تک جھنجھوڑے گئے کہ (اس زمانہ کے) پیغمبر تک اور جو ان کے ہمراہ اہل ایمان تھے' بول اٹھے کہ اللہ تعالیٰ کی امداد (موعود) کب ہوگی؟ یاد رکھو بے شک اللہ تعالیٰ کی امداد بہت نزدیک ہے۔''

خاتم النبیین حضرت محمد ﷺ نے اپنی حیاتِ طیبہ میں سرد و گرم ہر قسم کے حالات میں اپنے ربّ کا سہارا تلاش کیا:

﴿قٰلَ رَبِّ احْكُمْ بِالْحَقِّ ؕ وَرَبُّنَا الرَّحْمٰنُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ﴾ (الانبیاء)

''پیغمبر (ﷺ) نے (باذنِ الٰہی) کہا کہ اے میرے ربّ! فیصلہ کر دیجیے حق کے موافق۔ اور (پیغمبرؐ نے کفار سے بھی فرمایا کہ) ہمارا ربّ ہم پر بڑا مہربان ہے جس سے ان باتوں کے مقابلے میں مدد چاہی جاتی ہے جو تم بنایا کرتے ہو''۔

© rasailojaraid

غزوۂ بدر و حنین ایسے کڑے اوقات میں رسول برحق ﷺ اپنے طاقتور ربّ کے سامنے گڑگڑاتے رہے:

﴿اِذْ تَسْتَغِيْثُوْنَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ اَنِّيْ مُمِدُّكُمْ بِاَلْفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُرْدِفِيْنَ﴾ (الانفال)

''جبکہ تم اپنے ربّ سے فریاد کر رہے تھے تو اُس نے (یعنی اللہ تعالیٰ نے) تمہاری سن لی کہ میں تم کو ایک ہزار فرشتوں سے مدد دوں گا جو سلسلہ وار چلے آئیں گے۔''

مزید ارشاد فرمایا:

﴿لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ فِيْ مَوَاطِنَ كَثِيْرَةٍ وَّيَوْمَ حُنَيْنٍ...﴾ (التوبة:٢٥)

''خدا تعالیٰ نے (لڑائی کے) بہت سے موقعوں پر (کفار کے مقابلے میں) تمہاری مدد کی ہے (تم کو غلبہ دیا ہے) اور حنین کے دن بھی......''

نبی کریم ﷺ نے اپنی اُمت کو بھی اپنے ربّ ہی سے مانگنے کا درس دیا کہ آپؐ کو یہی تعلیم دی گئی تھی:

﴿وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ ؕ اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِيْ......﴾ (البقرة:١٨٦)

''جب میرے بندے آپ سے میرے بارے دریافت کریں تو (آپ انہیں بتادیں کہ اپنے ربّ کی طرف رجوع کرو' اس لیے کہ) میں یقیناً قریب ہوں۔ منظور کر لیتا ہوں (ہر) عرضی درخواست کرنے والے کی جبکہ وہ میرے حضور میں درخواست کرے۔ پس انہیں بھی چاہیے کہ میری پکار پر لبیک کہیں......''

یہی وجہ ہے کہ اللہ کے مخلص اور سچے بندے ان ہدایاتِ ربانیہ کو سامنے رکھتے ہوئے اور سنتِ نبویہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی پیروی میں ہر قسم کے حالات میں' خوشحالی اور فراخی میں' تنگی و تکلیف میں اپنے پروردگار ہی کے سامنے سربسجود ہوتے اور حاجتیں طلب کرتے ہیں۔ سورۃ الفرقان میں ''عبادُ الرحمٰن'' کے اوصاف کے ذیل میں ارشاد ہوا:

﴿وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ......﴾ (الفرقان:٦٨)

''اور یہ (اللہ تعالیٰ کے خالص بندے) اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی اور معبود کی پرستش نہیں کرتے۔''

عبادت اور استعانت کے تمام تر متعلقات' چاہے وہ نماز ہو' روزہ ہو' زکوٰۃ ہو' صدقات

وخیرات ہوں' قربانی ہو' منت ہو' نذر و نیاز ہو' رکوع وطواف ہو' استغفار و استغاثہ ہو یا انابت و رجوع ہو' صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے لیے ہے کہ وہی قادرِ مطلق اور مختارِ کُل ہے۔

احادیث کی تمام معتبر کتب جیسے صحیح بخاری' صحیح مسلم' موطا امام مالک' سنن ابی داود' جامع ترمذی' سنن النسائی' سنن ابن ماجہ' سنن دارمی وغیرہم میں متعدد احادیث مذکورہ بالا مضمون پر شاہد ہیں۔ صحیح بخاری اور مسند احمد کی صرف ایک ایک حدیث لکھنے پر اکتفا کروں گا۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((يَنْزِلُ رَبُّنَا تَبَارَكَ وَتَعَالٰى كُلَّ لَيْلَةٍ اِلَى السَّمَآءِ الدُّنْيَا حِيْنَ يَبْقٰى ثُلُثُ اللَّيْلِ الْآخِرُ يَقُوْلُ: مَنْ يَدْعُوْنِيْ فَاَسْتَجِيْبَ لَهٗ مَنْ يَسْاَلُنِيْ فَاُعْطِيَهٗ مَنْ يَسْتَغْفِرُنِيْ فَاَغْفِرَ لَهٗ)) (۹)

''اللہ تبارک وتعالیٰ ہر رات کو آسمان دنیا پر (جیسا کہ اس کی شان کے لائق ہے) نزول فرماتا ہے جب رات کا آخری ایک تہائی حصہ باقی ہوتا ہے' فرماتا ہے: جو مجھ سے دعا اور درخواست کرے گا میں اس کی درخواست قبول کروں گا' جو مجھ سے سوال کرے گا میں اس کو عطا کروں گا' جو مجھ سے مغفرت طلب کرے گا میں اس کی مغفرت کروں گا''۔

مسند احمد کے الفاظ ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ يُمْهِلُ حَتّٰى يَذْهَبَ ثُلُثُ اللَّيْلِ ثُمَّ يَنْزِلُ فَيَقُوْلُ هَلْ مِنْ سَائِلٍ؟ هَلْ مِنْ تَائِبٍ؟ هَلْ مِنْ مُسْتَغْفِرٍ؟ هَلْ مِنْ مُذْنِبٍ؟)) قَالَ فَقَالَ لَهٗ رَجُلٌ: حَتّٰى يَطْلُعَ الْفَجْرُ؟ قَالَ: ((نَعَمْ)) (۱۰)

''بے شک اللہ تعالیٰ (بندوں کو راحت و آرام کرنے کے لیے) مہلت دیتا ہے یہاں تک کہ تہائی رات گزر جاتی ہے' پھر وہ (اللہ رب العزت) آسمان دنیا پر نزول فرماتا ہے اور ارشاد فرماتا ہے: ہے کوئی سوال کرنے والا (کہ وہ سوال کرے اور میں اسے پورا کروں)' ہے کوئی توبہ کرنے والا؟ ہے کوئی مغفرت طلب کرنے والا؟ ہے کوئی گناہگار؟ (کہ وہ میرے دربار میں توبہ و رجوع کرے اور میں اس کے گناہوں کو معاف کروں)''۔ راوی نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ سے ایک شخص نے دریافت کیا کہ (یہ ندائیں اور بلاوے) صبح تک ہوتے رہتے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا: ''ہاں''۔

ایک آیت کریمہ لکھ کر اپنا مضمون ختم کروں گا:

© rasailojaraid

﴿وَمَا تَوْفِيْقِىْٓ اِلَّا بِاللّٰهِ ؕ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ اُنِيْبُ﴾ (ھود)

''اور مجھ کو جو توفیق ہوتی ہے صرف اللہ تعالیٰ کی مدد سے ہے' میں اسی پر بھروسہ کرتا ہوں اور اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں''۔

حواشی وحوالہ جات

۱) ابن جریر الطبری : جامع البیان فی تاویل آی القرآن' شرکة مکتبة البالی الحلبی بمصر' ۱۹۵۴م' ج۱' ص ۶۹۔

۲) ابن کثیر الدمشقی : تفسیر القرآن العظیم ' دارالفکر' بیروت' (س ن)' ج۱' ص ۲۵۔

۳) المنجد (عربی اردو ڈکشنری)' دارالاشاعت کراچی۱۹۹۴ء(تحت لفظ ع)' ص۶۲۵۔

٤) مفتی محمد شفیع:تفسیر معارف القرآن' ادارۃ المعارف' کراچی۱۹۹۴ء' ج۱' ص۹۸۔

٥) ابن القیم: مدارج السالکین' ج۱' ص ٤٠ بحوالہ تفسیر جواہر القرآن از مولانا حسین علی' کتب خانہ رشیدیہ' راولپنڈی' ج۱' ص۸۔

٦) سنن الترمذی' کتاب الدعوات عن رسول اللہ ﷺ باب منه' ح ۳۲۹۳۔

۷) سنن الترمذی' کتاب تفسیر القرآن' باب ومن سورة البقرة' ح ۲۸۹۵۔

۸) یہ مفہوم مفسرین نے مذکورہ بالا احادیث کی روشنی میں لیا ہے۔''الدعاء ھو العبادة'' فرما کر آپ ﷺ نے سورۃ المؤمن کی مذکورہ آیت تلاوت فرمائی۔

۹) صحیح البخاری' کتاب الجمعة' باب الدعاء فی الصلاة من آخر اللیل' ح ۱۰۷۷۔

۱۰) مسند احمد' باقی مسند الانصار' باب مسند ابی سعید الخدریؓ' ح ۱۰۸۶۸۔

چلڈرن قرآن سوسائٹی کے زیر اہتمام
طالب علموں کے لئے ایک معیاری علمی رسالہ
ماہنامہ **کوثر** لاہور
زیرادارت: ڈاکٹر نسیم الدین خواجہ
☆ قیمت فی شمارہ:10 روپے ☆ سالانہ زرتعاون:100 روپے
چلڈرن قرآن سوسائٹی
خواجہ آرکیڈ' 17۔وحدت روڈ لاہور فون:7598565